مین - بجاے خود شرمندہ تھی - جواب کیا دیتی - جھوٹ موٹ رونے لگی -
معمولی گفتگو کے بعد بوا حسینی نے اوسی دن لکھنؤ چلنے کا ارادہ کر دیا - مین نے لاکھ اصرار کیا کہ ٹھہر جاؤ - اونھون نے نہ مانا - زیادہ عجلت کی یہ وجہ تھی کہ مولوی صاحب بیمار تھے - بوا حسینی کو دم بھر کہین کا ٹھہرنا شاق تھا - ایسی ہی میری محبت تھی جو چلی آئی تھین - وہ دن کانپور سے اسباب وغیرہ کے خریدنے اور مکان کے کرائے اور نوکر چاکرون کے حساب کرنے مین تمام ہوا - پوری شکرم کرایہ کر لی تھی - ضروری اسباب اوسپر لاد لیا - اور فضول سامان نوکرون کو دے دیا - دوسرے دن لکھنؤ پہونچ گئی - پھر وہی آب و دانہ ہے - وہی مکان - وہی کمرہ - وہی آدمی -

وحشتِ جنون کی سیر مین بہلا ہوا تھا دل
زندان مین لائے پھر مجھے احباب گھیر کے

دیکھیے پہونچے کہان تک سوزشِ دل کا اثر
صرصرِ وحشت کا یہ شعلہ ہے بھڑکایا ہوا

نواب ملکہ کشور کی سرکار مین سوز خوانی کا سلسلہ انتزاع سلطنت کے زمانے تک رہا - اسی اثنا مین شاہزادہ مرزا سکندر حشمت عرف جرنیل صاحب کے مجرایون مین میرا بھی اسم ہو گیا تھا - جناب عالیہ اور جرنیل صاحب کلکتہ کو چلے گئے وہ تعلق منقطع ہو گیا -
جس زمانے مین باغی فوج نے مرزا برجیس قدر کو مسندِ ریاست پر بٹھایا - مین بلحاظ قدامت اور اسوجہ سے بھی کہ میرا نام شاہی محلات مین اکثر کی زبان پر تھا - مبارکباد دینے کے لیے طلب ہوئی - شہر مین اک اندھیر تھا - آج اسکا گھر لٹا - کل وہ گرفتار ہوا - پرسون اوسکے گولی لگی - چارون طرف قیامت کا سامان نظر آتا تھا - سید قطب الدین نامے اک صاحب افسرانِ فوج مین تھے - اونکا تعین درِ دولت پر تھا - میرے حال پر بہت عنایت کرتے تھے - اسلیے اکثر وہین رہنا پڑتا تھا - مجرے کے لیے بھی وقت بیوقت طلبی ہو جاتی تھی -
اس چند روزہ حکومت کے زمانے مین برجیس قدر کے گیارھوین سال کی سالگرہ کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے ہوا - اس جلسے مین کشمیریون نے یہ غزل گائی تھی -

غیرت مہتاب ہی ہر جبیں قدر　　　گوہر نایاب ہی ہر جبیں قدر

مین نے ایک غزل اس موقع کے لیے تصنیف کی تھی۔ اوسکا مطلع یہ ہے۔

دل ہزارون کے تری بھولی ادائین لینگی ؎
حسرتین چاہنے والون کی بلائین لینگی ؎ +

رسوا۔ امراو جان تمنے مطلع تو قیامت ہی کا کہا ہے اور کوئی شعر یاد ہو تو پڑھو۔

امراؤ جان۔ گیارہ شعر کہے تھے۔ مگر آپ کے سر کی قسم سوا اس مطلع کے اور کوئی شعر یاد نہین۔ وہ زمانہ ایسی آفت کا تھا۔ نگوڑی دن رات جان دھڑکے مین رہتی تھی۔ غزل ایک پرچے پر لکھ لی تھی۔ جس دن تک بیگمصاحب قیصر باغ سے نکلی ہین وہ پرچہ میرے پاندان مین تھا۔ پھر جب وہان سے نکلنا ہوا ہول جول مین پاندان گیا جوتیان اور دوپٹے تک چھوٹ گئے۔

رسوا۔ بھلا کچھ یاد ہے بیگم صاحب کس دن قیصر باغ سے نکلی تھین۔

امراؤ۔ دن تو یاد نہین۔ ہزاری روزے کے دوسرے یا تیسرے دن۔

رسوا۔ ہان تمھین خوب یاد رہا۔ رجب کی اونتیسوین تاریخ تھی۔ بھلا فصل کون سی تھی۔

امراؤ۔ اخیر جاڑے تھے۔ نوروز کے چار پانچ دن باقی رہے ہون گے۔

رسوا۔ بالکل درست۔ مارچ کی سولھوین تاریخ تھی۔ اچھا تو تم بیگمصاحب کے ساتھ قیصر باغ سے نکلین۔؟

امراؤ۔ جی ہان۔ بونڈی تک ہمراہ گئی۔ راستے مین نمکحرام اور بزدل افسران فوج کے نخرے اور بیگم کی خوشامد عمر بھر نہ بھولے گی۔ ایک صاحب کہتے ہین۔ لو صاحب اب انکے راج مین ہم پیدل چلین۔ دوسرے صاحب فرماتے ہین۔ بھلا کھانے کا تو انتظام درست ہوتا۔ تیسرے صاحب انعام کو بیٹھ رہے ہین۔ چوتھے اپنی جان کو رو رہے ہین کہ حقہ وقت پر نہین ملا۔ جب بہرائچ سے انگریزی فوج نے بونڈی پر دھاوا کیا ہے اوسمین سید قطب الدین مارے گئے۔ بیگمصاحب نیپال کی طرف روانہ ہوئین۔ مین اپنی جان بچا کے فیض آباد چلی آئی۔

رسوا۔ سنا ہے بونڈی مین چار دن کے لیے خوب چہل پہل ہو گئی تھی۔

امراؤ۔ آپ نے تو سنا ہے مین نے ان آنکھون سے دیکھا ہے۔ لکھنؤ کے بھاگے ہوئے

سب وہین جمع ہو گئے تھے۔ بونڈی کا بازار لکھنؤ کا چوک معلوم ہوتا تھا۔

رسوا۔ اچھا اِس قصے سے مجکو زیادہ دلچسپی نہین ہے۔ یہ کہیے کہ وہ مال جو آپ نے میان فیضو سے لیا تھا۔ اوسکا کیا حشر ہوا۔

امراؤ جان۔ (ایک آہ سرد بھر کے) ای ہی یہ نہ پوچھیے۔

رسوا۔ غدر مین سب لٹ گیا۔

امراؤ۔ غدر مین لٹ جاتا تو اتنا افسوس نہ تھا۔ رسوا۔ پھر کیا ہوا۔

امراؤ۔ سارا قصہ دُہرانا پڑا۔ جس دن شب کو مین فیضو کے ساتھ بھاگنے والی تھی مینے کُل زیور اور اشرفیان ایک پٹاری مین بند کین۔ اوپر سے خوب کپڑا لپیٹ دیا۔ خانم کے مکان کے پچھواڑے ایک میر صاحب رہتے تھے۔ اما باڑے کے کوٹھے کی دیوار پر چڑھ جاؤ۔ تو اون کے مکان کا سامنا ہو جاتا تھا۔ مین اکثر چارپائی لگا کے اِس دیوار پر چڑھ جایا کرتی تھی۔ اور میر صاحب کی بہن سے باتین کیا کرتی تھی۔

وہ زیور کی پٹاری مین نے اونکی بہن کے پاس پھینکدی۔ اور اون سے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ اسکو حفاظت سے رکھنا۔ اونھون نے فیض آباد سے آنے کے بعد وہ پٹاری اوسی طرح گودڑ مین لپٹی ہوئی میرے حوالے کر دی۔ غدر مین تمام دنیا کے گھر لٹے اگر کہدیتین کہ لٹ گئی تو مین اونکا کیا کر لیتی۔ مگر واہ ری بیوی۔ ایک حبہ تک نقصان نہین ہوا۔ ایسے ہی لوگون سے زمین و آسمان تھمبا ہوا ہے۔ نہین تو کب کی قیامت آجاتی۔

رسوا۔ بھلا کتنے کا مال ہوگا۔

امراؤ۔ البتہ کوئی دس پندرہ ہزار کا مال تھا۔

رسوا۔ اور اب کیا ہوا۔ امراؤ۔ کیا ہوا۔ جس راہ آیا تھا اوسی راہ گیا۔

رسوا۔ مگر لوگ تو مشہور کرتے ہین تمھارا ایک حبہ بھی غدر مین نہین لٹا۔ سب مال تمھارے پاس ہے۔

امراؤ۔ اگر مال ہوتا تو اِن حالون رہتی۔ جیسے اب رہتی ہون۔

رسوا۔ لوگ کہتے ہین۔ تمنے اپنا بھگل نکالا ہے۔ اگر نہین ہے تو خرچ کہان سے چلتا ہے۔ اب بھی کچھ بُرے حالون نہین رہتین۔ دو آدمی نوکر ہین۔ خوش خوراک اور خوش پوشاک بھی ہو۔

امراؤ- خدا زراق ہے- جو جسکا خرچ ہے وہ اوسکو ضرور ملتا ہے- اوس مال کا تو ایک حبہ بھی نہین رہا-

رسوا- اچھا تو پھر کیا ہوا-

امراؤ- اب کیا بتاؤن- ایک مہربان . . . . . .

رسوا- مین سمجھ گیا- یہ گوہر مرزا صاحب کی حرکت ہوگی-

امراؤ- مین اپنے منہ سے نہین کہتی- شاید آپ کا قیاس غلط ہو-

رسوا- بیشک تمھارے عالی ظرف ہونے مین کوئی شبہہ نہین- دیکھیئے وہ چین کر رہے ہین اور تمھین پوچھتے تک نہین-

امراؤ- مرزا صاحب مدتڑی سے رسم رہا ہا زنا- اب وہ مجھے کیون پوچھین- ع
مدت ہوئے کہ ترک ملاقات ہوگئی-

رسوا- اب کبھی تشریف بھی لاتے ہین-

امراؤ- وہ کاہے کو تشریف لائین گے- مین اکثر جاتی ہون- اونکی بیوی سے محبت ہوگئی ہے- ابھی چار دن ہوئے لڑکے کی دودھ بڑھائی تھی تو بلا بھیجا تھا-

رسوا- جب بھی کچھ دے ہی آئی ہوگی-

امراؤ- جی نہین مین کس قابل ہون جو کسی کو کچھ دونگی-

رسوا- تو وہ مال گوہر مرزا صاحب کے کٹے لگا-

امراؤ- مرزا صاحب مال کی کوئی حقیقت نہین ہے- ہاتھ کا میل ہے- فقط بات بیجا ہے- اب بھی اپنے پیدا کرنے والے کے قربان جاؤن! کبھی تنگی ٹھوکی نہین رہتی- آپ ایسے قدر دانون کو خدا سلامت رکھے مجھے کسی بات کی تکلیف نہین ہے-

رسوا- ہمین کیا خاک ہے- وہ تو مین پہلے ہی کہہ چکا ہون- اب بھی سو سے اچھی ہزار سے اچھی- واللہ یہ تمھاری نیت کا ثمرہ ہے- خدا نے زیارت سے بھی مشرف کیا

امراؤ- جی ہان مولا نے سب مرادین پوری کین- اب یہ تمنا ہے کہ پھر مجھے کربلا بلایئن میری مٹی عزیز ہو جائے- مرزا صاحب مین تو اسی ارادے سے گئی تھی کہ پھر کے نہ آؤنگی مگر خدا جانے کیا ہوا تھا کہ لکھنؤ سر پر سوار ہو گیا- مگر ابکی اگر خدا نے چاہا اور جانا ہو گیا تو پھر نہ آؤنگی-